OPEN ACCESS
MA‘ARIF-E-ISLAMI (AIOU)
ISSN (Print): 1992-8556
ISSN (Online): 2664-0171
https://mei.aiou.edu.pk

نفس سے متعلق اشغال صوفیاء: سیرت طیبہ کی روشنی میں

عابد علی
ڈسٹرکٹ ٹیچر ایجوکیٹر، گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول، چناب نگر، چنیوٹ
ڈاکٹر شاہ معین الدین ہاشمی
چیئرمین شعبہ سیرت سٹڈیز، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

In the promulgation and origination of Islam, Islmic scholars rendered valuable services in different fields and areas.In these territories primatals of Sufism chains struggled hard for self depuration and heart defecation that imposed positive and deep effects on Muslim Ummah.Sufis edified from all Islamic sources in delineations regarding self. It is obvious that Sufis benifited by Seerahs along with Quarn, hadith and Sharia.Sufis derived diligences as well as delineations from Seerah Rasool ﷺ. In this article a research study is presented how sufis edified from all sources of Islam.

مقدمہ

اہل تصوف اور سیرت کی روشنی میں نفس کی درج ذیل اقسام بیان کی گئی ہیں:

نفس امارہ سے مراد وہ نفس ہے جو معاصی پر ابھارتا ہے۔ابن القیم الجوزیہ نے اس نفس کو نفس سبعیہ غضبیہ کے نام سے بیان کیا ہے۔یعنی درندہ صفت غضبناک نفس۔[1] سیرت کے حوالے سے دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ۡ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ﴾[2]

توجب کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی باتیں لے کر آیا جن کو تمہارے نفس نہیں چاہتے تھے تم تم سرکش ہو جاتے رہے۔اور ایک گروہ (انبیاء) کو تو جھٹلاتے رہے۔اور ایک گروہ کو قتل کرتے رہے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے سے ارشاد ہے۔

﴿وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْۗءِ اِلَّا مَارَحِمَ رَبِّيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[3]

اور اپنے نفس کو پاک صاف نہیں کہتا کیونکہ نفس امارہ (انسان کو) برائی ہی سکھاتا رہتا ہے مگر یہ کہ میرا رب رحم کرے بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے۔

نفس کی امارگی پر جب مجاہدے کا بوجھ ڈالا جاتا ہے تو یہ امارہ سے لوامہ میں تبدیل ہو جاتا ہے یعنی گناہ پر خود کو ملامت کرنے لگتا ہے۔[4] لوامہ لوم سے لیا گیا ہے۔[5] حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے

دریافت کیا ما اللوامہ لوامہ کسے کہتے ہیں ؟آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "یہ ملامت کرنے والا نفس ہے۔ھی للنفسانک لوم۔[6] ابن القیم الجوزیہ نے اسے نفس حیوانیہ وشہوانیہ کا نام دیا ہے۔[7]

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے۔ ﴿لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۙ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴾ [۸]

ہم کو روز قیامت کی قسم اور قسم کھاتا ہوں نفس لوامہ (سخت ملامت کرنے والا نفس) کی۔"

نفس مطمئنہ نفس کا تیسرا درجہ ہے اس مقام پر انسان گناہوں اور اعمال بد سے بالکل پاک صاف ہو جاتا ہے۔نیک کام کرتا ہے اور ہر وقت نیکی کا خیال رہتا ہے۔خوف باری تعالیٰ میں ڈوبا رہتا ہے۔[9] علامہ میر سید جرجانی لکھتے ہیں۔"(النفس المطمئنه هی التی تنورت بنور القلب حتی تخلت عن صفا تها المذمو مة و تحلت بلا خلا ق الحمیدة)[10] نفس مطمئنہ وہ ہے جو قلب کے نور کی بدولت روشن ہوتا حتیٰ کی اس کی مذموم صفات ختم ہو جاتی ہیں اور وہ اخلاق حمیدہ سے آرستہ ہو جاتا ہے۔ابن القیم الجوزیہ نے اسے نفس سماوی علوی یعنی اعلیٰ بلند مرتبہ نفس کا نام دیا ہے۔[11]"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:"

﴿يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ۙ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ﴾[12]

اے نفس (معرفت الٰہی میں) آرام پکڑنے والے چل اپنے پرودگار کی جانب راضی خوشی۔پس داخل ہو میرے بندوں میں اور داخل ہو میری بہشت میں۔"

نفس ملہمہ وہ ہے جو فسق وفجور اور تقویٰ الہام کرتا ہے۔نفس ملہمہ یعنی الہام والے کا اس آیت میں ذکر ہے۔"

﴿وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا [13] اور میں قسم کھاتا ہو نفس (ملہمہ) کی اور جیسا کہ اسے درست کیا (اور اس کی اصلاح کی) پس اس نے الہام کے ذریعے سے اسے (ملہمہ بنا کر) نیکی اور برائی سے آگاہ کیا۔[14]"

سورۃ شوریٰ میں بھی نفس ملہمہ بیان کیا گیا ہے[۱۵]۔

نفس کا مفہوم

نفس کا لغوی مفہوم

(۱) نفس بمعنی جوہر۔اس کی حقیقت اور اس کا جوہر مثلاً "ر ائت فلا نا نفسه[16] میں نے فلاں کو یعنی بعینہ خود اس کو دیکھا۔

(۲) نفس بمعنی غلبہ وعزت[17]۔

(۳) نفس بمعنی "انفہ"۔غالب وزبردست[18]

(۴) نفس بمعنی ارادہ[19]۔

(۵) نفس بمعنی "الھمہ"۔ہمت[20]

(۶) نفس بمعنی حقیقت۔ کہاجاتاہے "نفس الا مر" یعنی حقیقت مسئلہ یہ ہے کہ۔

قرآن میں نفس

قرآن مجید میں نفس درج ذیل معانی میں استعمال ہوا ہے۔

(ا) نفس بمعنی "عقوبہ"۔سزا" ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَه﴾[21] اور ڈراتاہے تمیں اللہ تعالی اپنی ذات سے۔"

(۲) جسم اور جان ﴿اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾"[22] تم اپنی جانیں جسموں سے نکالو"

(۳) دل یا قلب" ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ﴾"[۲۳] اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو۔"

(۴) ابوالقاسم حسین بن محمد لکھتے ہیں کہ نفس کا لفظ غضب اور غصے کے معنی میں بھی آیا ہے جیسے

"﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَه﴾"[۲۴] اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ تعالی اپنے (عذاب) سے (یعنی غضب سے)۔" اس آیت میں نفس کے معنی ذات بھی لیا جاتا ہے۔[25]

(۵) نفس بمعنی روح اور عقل

﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ؀۴۲﴾ "[۲۶]

اللہ نفس کو ان کی موت کے وقت قبض کرلیتا ہے اور ان (نفس) کو موت نہیں آتی ہے ان کو نیند کی حالت میں پھر ان کو روک لیتا ہے جن پر موت کا حکم صادر ہو چکا ہو اور دوسرے (نفس) کو مقرر وقت تک چھوڑے رکھتا ہے۔"

(۶) نفس بمعنی "الاخ"۔ ابن خالویہ نے کہا نفس بمعنی "الاخ" یعنی بھائی اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

"﴿فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِكُمْ﴾[27]

پھر جب تم گھروں میں داخل ہوا کرو تو اپنے (گھر والوں) پر سلام کہا کرو۔"

نیز ارشاد باری تعالی ہے۔"﴿لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا﴾[۲۸]

ایسا کیوں نہ ہو کہ جب تم نے اس (بہتان) کو سنا تھا تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے بارے میں نیک گمان کر لیتے۔" ان دونوں آیتوں میں نفس سے مراد (دینی) بھائی ہیں۔

(۱۶) نفس بمعنی انسان مع روح اور جسم۔ قرآن کریم میں ہے۔

"﴿اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰي مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ﴾[۲۹]

(ایسا نہ ہو) کہ کوئی شخص کہنے لگے: ہائے افسوس! اس کمی اور کوتاہی پر جو میں نے اللہ کے حق (طاعت) میں کی۔"

حدیث میں نفس کا مفہوم

احادیث میں بھی نفس مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے۔

(۵) نفس بمعنی دم (خون)۔ کہا جاتا ہے۔ سالت نفسہ (اس کا خون بہ پڑا) اور حدیث شریف میں ہے۔

"ما لا نفس له سائلة فانه لا ینجس الماء[30]"

"جس جانور کا خون جاری نہ ہو تو وہ پانی کو نجس نہیں کرتا) اس حدیث میں نفس بمعنی خون ہے[31]۔"

(۶) نفس بمعنی نظر بد حدیث شریف میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے دم کرنے سے منع فرمایا، سوائے تین چیزوں کے یعنی ""الا فی التملة والحمة والنفس[32]" (سوائے تین چیزوں کے پھنسی میں زہر کے ڈسنے میں اور نظر بد میں)"

(۸) نفس بمعنی عظمت / بڑائی[33]

زیر نظر مضمون میں بحث نفس کے حسب ذیل معانی پر مبنی ہے۔ نفس بمعنی عقل، ہمت، ارادہ، غیب، عند، جوہر، اصل، غلبہ، انسان اور حقیقت۔ اگر غور کیا جائے تو یہ سب معانی پہلے تین معانی میں منضم نظر آئیں گے بلکہ ایک ہی معنی میں تما م معانی کی اصل نظر آئے گی اور وہ ہے نفس بمعنی عقل کہ اسی کے ذریعے کھوٹے اور کھرے، خیر وشر نفع وضرر اور ثواب و عذاب میں تمیز رہتی ہے اور یہ نہ رہے تو انسان مجنوں، دیوانہ اور پاگل کہلاتا ہے۔ مکلّف (یعنی شریعت کا پابند) نہیں رہتا بلکہ مرفوع القلم ہو جاتا ہے۔

شغل کی لغوی تحقیق

اشغال جمع ہے شغل کی جس کا مادہ ش غ ل ہے مختلف لغات میں شغل کی لفظی تحقیق درج ذیل ہے۔

المنجد میں ہے

شغلة (ف) شغلا وشغلا واشغله بکذا مشغول کرنا عنه غافل کرنا[34]

شغل عنه بکذا مشغول رہنا کسی میں لگا رہنا اور اسی سے کہا جاتا ہے ما اشغله یعنی وہ کس قدر مشغول ہے اور یہ شاذ ہے اس لئے کہ فعل مجہول سے صیغہ تعجب نہیں بنایا جاتا۔ اسی طرح مبالغہ کی صورت میں "انا فی شغل شاغل" کہا جاتا ہے[35]۔

القاموس الجدید میں ہے کہ ھو فی شغل شاغل وہ ہمہ تن مشغول ہے (اپنے کام کے سوا ہر کام سے بے پرواہ ہے)[36]

اشغل مشغولیت کام (ج) اشغال (ایضاً)

تعلیم غوثیہ میں اشغال کی وضاحت یوں کی گئی ہے۔

اشغال جمع ہے شغل کی شغل بمعنی "مشغول شدن وتوبہ کردن: پکارے لگت ہارے۔ یا آوازے۔ باخیالے[37]

قرآن مجید میں شغل کے معنی

قرآن مجید میں شغل کو خوشی اور مسرت کے معنوں میں استعمال کیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے۔

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ[۳۸]

اہل جنت اس روز عیش و نشاط کے مشغلے میں ہوں گے۔

مولانا مودودیؒ اس آیت کے ضمن جنت کے حالات بیان فرماتے ہیں کہ وہ خوش و خرم ہوں گے۔[39] مولانا آلوسی بغدادیؒ شغل کی وضاحت کرتے ہوئے مختلف علماء کے اقوال نقل فرماتے ہیں۔

دوشیزہ عورتوں سے صحبت مراد ہے (حضرت ابن عباس) یا سماع مراد ہے (وکیع بن جراح) شغل سے مراد یہ ہے کہ دوزخیوں کی اور ان کے احوال کی ان کو پرواہ نہ ہوگی ' وہ دوزخیوں کو یاد بھی نہیں کریں گے (کلبی) جنت کی نعمتوں اور راحتوں میں ایسے مشغول ہوں گے کہ دوزخیوں کے عذاب کا ان کو خیال بھی نہ ہوگا (حسن) سب اللہ کی مہمانی میں ہوں گے اور باہم ملاقاتیں کریں گے (ابن کیسان) اولیٰ یہ ہے کہ (کوئی خاص مشغلہ نام زد نہ کیا جائے بلکہ یوں) کہا جائے کہ اپنے اپنے پسندیدہ مرغوب کاموں میں مشغول ہوں گے[۴۰]۔ خود اللہ کا اہل جنت کے لئے سلام ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا[۴۱]

مندرجہ بالا بحث سے ثابت ہوا کہ اشغال سے مراد وہ افعال و اعمال ہیں جن میں صوفیاء مصروف رہتے ہیں۔ ان اشغال کا تعلق مسرت و انبساط کے ساتھ ہے۔ نیز ان اشغال کے ذریعے سے اہل جنت کی خصوصیات کا اسی دنیا میں حصول کی کوشش کی جاتی ہے۔ ان کا تعلق زبان، کان، نظر اور سارے بدن بالخصوص ہاتھوں سے ہے۔

اقسام اشغال

صوفیاء کے ہاں نفس کے حوالے سے اشغال چار طرح کے ہیں:

(i) اشغال دستی (ii) اشغال لسانی (iii) اشغال سمعی (iv) اشغال نظری[42]

(الف) اشغال دستی

وہ اشغال جن کو معاش کے لئے اختیا کیا جاتا ہے مثلاً دستکاری و صنعت پیشہ و مرمت[43]

(ب) اشغال لسانی

ہر طرح کی لسانی عبادات پر مشتمل ہیں مثلاً گفتگو اور تقریر، کتاب خوانی و قصہ خوانی، وعظ و قرآن خوانی اور ورود اذکار الٰہی[۴۴]۔

(ج) اشغال سمعی

فقراء کے ہاں اس قسم کے اشغال معمول بہ ہوتے ہیں۔ ان اشغال میں قوت سامعہ کا آواز و حرکت کی جانب متوجہ ہونا اور اس میں سے معانی و الفاظ خود پیدا کر کے محو ہونا ہے[45]۔

اشغال سمعی میں درج ذیل اشغال ہیں ا. شغل منصوری ۲. شغل صوت سرمدی ۳. شغل قلبی[46]

اشغال نظری وبصری

قوت باصرہ کو کسی مرئی چیز کی جانب متوجہ کرنا یہاں تک کہ وہ قوت نظر قائم ہو جائے جنبش نہ کرے اس میں درج ذیل اشغال مستعمل ہیں۔

ا۔ شغل آفتابی، ۲. شغل ماہتاب، ۳. شغل مقام محموداً، ۴. شغل سلطانا نصیراً، ۵. شغل روحی[47]

صوفیہ کے تربیتی نظام میں نفس سے متعلق اشغال

صوفیاء کے تربیتی نظام میں نفس سے متعلق جن اشغال کا تذکرہ ملتا ہے۔ وہ درج ذیل ہیں۔

ا. مجاہدہ[48]

۲. محاسبہ[49]

۳. مشارطہ[50]

مجاہدہ

مجاہدہ سے مراد ایسے اعمال اور افعال ہیں جن کی بدولت انسان ہر میدان میں ترقی کرتا ہے خواہ ان کا تعلق دنیاوی ترقی سے ہو یا اخروی۔ زیر نظر مضمون میں مجاہدہ سے مراد وہ اعمال ہیں جن کی بدولت انسان اللہ رب العزت کے قرب کی منازل طے کرتا ہے۔ نیز دین کے راستے میں آنے والی رکاوٹوں کو برداشت کرنا اور ان سے نبرد آزما رہنا بھی مجاہدے کے زمرے میں آتا ہے۔

مجاہدہ کا مفہوم

مجاہدہ کا لغوی معنی

لسان العرب کے مطابق الجہاد محاربۃ الاعدا[۵۱] الجہاد کا معنی دشمنوں سے لڑائی کرنا ہے۔ اور **محاربہ** کہتے ہیں قول و فعل کی انتہائی جدوجہد اور کوشش کرنا۔ مجاہدہ بھی دشمن یعنی نفس کے خلاف جنگ ہے۔ صوفیاء کے ہاں نفس بھی انسان کا دشمن ہے اس لئے نفس کے خلاف مجاہدہ بھی اسی سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مزید حدیث شریف کے حوالے سے درج ہے کہ وجاہد العدو مجاہدہ وجہاد فااللہ وجاھد فی سبیل اللہ وفی الحدیث لا ھجرۃ بعد الفتح ولکن جھاد ونیۃ[۵۲] اس کا مطلب ہے کہ اس نے اس کے ساتھ قتال کیا اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور حدیث میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں صرف جہاد اور نیت ہے۔۔ محققین صوفیاء نے مجاہدہ کی تعریف اپنے اپنے انداز سے کی ہے۔ ڈاکٹر رفیق العجم فرماتے ہیں۔ "الاصل فی المجاہدہ مخالفۃ الھوٰی[53]: مجاہدہ کی اصل خواہشات کی مخالفت ہے۔

"مصطفیٰ عبد الرازق فرماتے ہیں۔ "الریاضۃ والمجاھدہ تلازم المرید الی حین الموت[54]: محنت اور مجاہدہ مرید کے لئے موت تک لازم ہے۔ "صاحب رسالہ قشیریہ کے مطابق مجاہدہ کا اصل اور بنیاد یہ ہے کہ نفس کو ان باتوں سے

چھڑا لے جن کا عادی ہو چکا ہے اور عام طور پر اسے خواہشات کے خلاف کاموں کی ترغیب دے۔[55]

سید محمد ذوقی مجاہدے کی اصطلاحی تعریف یوں رقم فرماتے ہیں۔

نفس کو اس کی صفات سے مجرد کرنے اور اوصاف ذمیمہ کو اوصاف حمیدہ میں تبدیل کرنے کی عملی کوشش۔[56]

صاحب عوارف المعارف نے بھی مجاہدے کو نفس پر صبر کیساتھ تعبیر کیا ہے۔[57]

قرآن مجید میں مجاہدہ

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا ﴾"[٥٨] کے ضمن میں جہاں" والذين جاهدوا فينا يعني: رغبوا في طاعتنا)"[٥٩] جنھوں نے مجاہدہ کیا یعنی ہماری اطاعت میں شوق دکھایا .اور "والذين جاهدوا بالثبات على الإيمان)[٦٠] اور جنھوں نے مجاہدہ کیا ایمان پر ثابت قدمی کے لحاظ سے ". فرمایا گیا ہے۔ وہاں "أفضل الجهاد مخالفة الهوى[٦١] سب سے افضل جہاد نفس کی مخالفت ہے " بھی فرمایا گیا ہے اور لفظ جہاد کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے "والجهاد هو الصبر على الشدة ويكون ذلك في الحرب وقد يكون على مخالفة النفس)[٦٢] .اور جہاد یہ ہے کہ مصیبت پر صبر کرے اور ایسے ہی جنگ میں ہو اور ایسے ہی نفس کی مخالفت میں ہو

احادیث مبارکہ میں مجاہدہ

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

((وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الذُّنُوبَ وَالْخَطَايَا[٦٣]))

اور مجاہد وہ ہے جو اللہ کی اطاعت میں اپنے نفس پر جبر کرے اور امہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں سے ہجرت کرے۔

دوسری جگہ ارشاد پاک ہے۔((تَكَفَّلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ[٦٤])) اللہ اس کے لئے کافی ہے جو اللہ کے راستے میں مجاہدہ اختیار کرتا ہے۔

نبی ﷺ نے مجاہد کی تعریف کے لئے مجاہدے کو لازم قرار دیا ہے۔((الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ لِلَّهِ[٦٥])) مجاہد وہی ہے جو نفس کے خلاف جہاد کرے

مجاہدے کی اقسام

مقدمہ

بعام، منام اور اور کلام کی کثرت کی ممانعت جبکہ ان کی قلت کی حوصلہ افزائی مختلف احادیث سے پتہ چلتی ہے قرآن حکیم میں بھی اس کے کئی اشارات موجود ہیں۔

صوفیاء کے ہاں مجاہدے کی مختلف اقسام ذکر کی جاتی ہیں۔ قلت بعام، قلت منام، قلت کلام یعنی کھانے، نیند اور بولنے کے مجاہدے۔"ان لا تاکل الا عندالفاقه، ولا تنام الا عندالغلبه اورولا تکلم الا عند الضرورة[66]"ان کے علاوہ قلت خلط مع الانام کو بھی مجاہدہ میں شامل کیا گیا ہے۔[67]

قلت بعام

قلت بعام کے سلسلے میں سیرت میں بھی رہنمائی موجود ہے۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے۔

" ﴿وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ﴾[٦٨]اور کھاؤاور پیواور اسراف نہ کرو۔بے شک اللہ تعالی اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

سنن بیہقی میں نبی ﷺ کے بارے میں ارشاد ہے۔"((ولا رأى شاة سميطا بعينه قط))[٦٩]

اور نہیں دیکھا کبھی اپنی آنکھوں سے بھنی ہوئی بکری کو۔"

کھانے میں تقلیل کی برکت سے صفائے باطن رقت قلب اور فہم وفراست جیسی خصوصیات پیدا ہوتی ہیں۔جب کہ کثرت کی وجہ سے ثقل اور شہوت بڑھتی ہے۔نبی ﷺ کا کھانے میں تقلیل کے بارے میں ارشاد ہے۔

((مَنْ قَلَّ طَعَامُهُ فَهِمَ وَأَفْهَمَ وَصَفَا وَرَقَّ وَإِنَّ كَثْرَةَ الطَّعَامِ لَتُثْقِلُ صَاحِبَهُ عَنْ كَثِيرٍ مِمَّا يُرِيدُ[٧٠])) ;

نبی ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں۔

((المُؤْمِنُ يَأْكُلُ فِي مِعًى وَاحِدٍ، وَالكَافِرُ يَأْكُلُ فِي سَبْعَةِ أَمْعَاءٍ[٧١]))

بھوک اور پیاس کے برداشت کرنے کو افضل عبادت کہا گیا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

((أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ الْجُوعُ وَالظَّمَأُ[٧٢]))

فرائض کے بعد سب سے بہتر عبادت بھوک اور پیاس ہے۔

قلت منام

سونے اور آرام کرنے سے متعلق حضور اکرم ﷺ کو ہدایات ربانی کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔"﴿قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ نِّصْفَهٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا ۙ﴾[٧٣]رات کا کچھ حصہ قیام کرو اس رات کا نصف یا اس سے کچھ کم"

مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں ہے۔"فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه فيما ذكر يقومون الليل، نحو قيامهم في شهر رمضان فيما ذكر حتى خفف ذلك عنهم)[٧٤].

پس آپؐ اور صحابہ کرام قیام کرتے تھے ان اوقات میں جو ذکر کیا گیا اسی طرح ان کا قیام ہوتا تھا رمضان کے مہینے میں ان اوقات میں جو ذکر کئے گے یہاں تک کہ اللہ تعالی نے تخفیف کر دی۔"

بخاری شریف میں ہے۔"((إن كان النبي صلى الله عليه وسلم ليقوم ليصلي حتى ترم قدماه - أو ساقاه))[٧٥]

نبیؐ قیام کرتے نماز پڑھتے یہاں تک کہ ان کے دونوں قدم یا دونوں پنڈلیوں پر ورم آ جاتا۔"

نبی ﷺ نے رات کے آخری حصے میں جاگنے اور رجوع الی اللہ کی ترغیب اور منافع کا ذکر فرمایا ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

" ((عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " ينزل ربنا، تبارك وتعالى، كل ليلة إلى السماء الدنيا. حين يبقى ثلث الليل الآخر، فيقول: من يدعوني فأستجيب له؟ من يسألني فأعطيه؟ من يستغفرني فأغفر له))؟[٧٦] " حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالی ہر رات آسمان دنیا کی طرف اتارتے ہیں یہاں تک کہ آخری تہائی رات باقی رہ جاتی ہے۔ پس فرماتے ہیں کوئی ہے جو مجھے پکارے اور میں اس کو جواب دوں، کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطاء کروں کوئی ہے جو مجھ سے گناہوں کی بخشش مانگے اور میں اس کو معاف کر دوں۔"

قلت کلام

بولنے میں احتیاط تعلیمات اسلامیہ کا اہم ترین جز ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔"

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾[٧٧]

جو کچھ بھی وہ (انسان) بولتا ہے اس کے سامنے ایک لکھنے والا نگہبان ہے۔"

تفسیر مظہری میں بھی اس لکھنے والے فرشتے کا ذکر ہے۔[٧٨]

نبی ﷺ نے زبان کی حفاظت کے بدلے جنت کی ضمانت دی ہے۔[٧٩] امام بیہقی اپنی کتاب شعب الایمان میں نبی ﷺ کا وہ ارشاد نقل فرماتے ہیں جس میں زبان کو پکڑ کر اس کی حفاظت کی ترغیب دی گئی ہے۔[٨٠] نبی ﷺ نے اسلام کا معیار ہی دوسرے مسلمان کے بارے میں زبان کے صحیح استعمال فرمایا ہے۔[٨١]

بخاری شریف میں زبان کے استعمال میں احتیاط کے لئے نبی ﷺ کے ایک ارشاد کو نقل فرمایا گیا ہے۔

"((عن سهل بن سعد، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «من يضمن لي ما بين لحييه وما بين رجليه أضمن له الجنة))[٨٢] سہل بن سعد سے مروی ہے وہ آپ ﷺ سے نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے ضمانت دے اس چیز کی جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اس چیز کی جو اس کی رانوں کے درمیان ہے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

ابن بطال اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔" وأكثر بلاء الناس من قبل فروجهم وألسنتهم،[٨٣] اور لوگوں کی اکثر مصیبتیں زبان اور شرمگاہوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ قلت کلام کے سلسلے میں ہدایات نبوی ﷺ کی کئی جہات ہیں مثلاً تڑ تڑ باتوں یا بغیر سوچے سمجھے کی باتوں کی ممانعت حدیث میں آتی ہے۔ ((وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ))[٨٤] خود آنحضرت ﷺ کی عادت مبارکہ زیادہ خاموش رہنے کی تھی اور اس حالت میں آپ ﷺ فکر آخرت اور تعلق مع اللہ کی عروجی منازل طے فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہترین کلام اللہ کا ذکر ہی ہے۔ بلکہ سننے والے کی اجازت

کے بغیر بولنے سے کلیتاً منع فرمایا گیا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے۔((خَيْرُ الْكَلَامِ مَا دَخَلَ الْأُذُنَ بِغَيْرِ إِذْنٍ[۸۵])) بہترین کلام وہ ہے جو سننے والے کے کانوں میں بغیر اس کی اجازت کے داخل نہ ہو۔

نبی ﷺ نے بہترین کلام اللہ کے ذکر کو قرار دیا ہے۔

((خَيْرُ الْكَلَامِ أَرْبَعٌ، لَا تُبَالِي بِأَيِّهِنَّ بَدَأْتَ: سُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَاللهُ أَكْبَرُ[۸۶]))

قلت اختلاط مع الانا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تبتل کی ترغیب دی ہے۔

﴿وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيه تَبْتِيْلًا﴾[۸۷]

اور اپنے رب کے نام کا ذکر کریں اور تمام مخلوقات سے کٹ کر اسی کی طرف متوجہ ہو جا۔

اسی طرح لوگوں سے کم اختلاط کا تذکرہ کرتے ہوئے قاضی ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں نبی ﷺ کی قبل از اسلام گوشہ نشینی کو ذکر فرماتے ہیں۔حتی جاءه الحق وهو فی حراء))[۸۸]۔علامہ ابن ابی شیبہ بھی خلوت نشینی کے حوالے سے فرماتے ہیں۔"((عن محمد بن عبد الله بن يزيد، قال: «كان أبي لا يلمس على حديثه أهله، كان يخلو هو وأصحابه في غرفة يتحدثون))[۸۹]» محمد بن عبداللہ بن یزید سے ہے وہ فرماتے ہیں میرے والد اپنی گفتگو پر اپنے اہل کو نہیں ملاتے تھے وہ اور ان کے ساتھی ایک کمرے میں خلوت اختیار کرتے اور احادیث بیان کرتے تھے۔"

سیرت طیبہ میں کسی دوست،استاد یا شیخ کے چناؤ کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

"﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ﴾[۹۰]"میں صاحب امر کے ضمن میں اسی بحث کی طرف توجہ دی گئی ہے۔شریعت کا باریک بینی سے مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ شیخ اور استاد کی بحث کے علاوہ عام انسان کے چناؤ میں بھی نیکی کا خیال رکھا گیا ہے۔

چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔ الرجل على دين خليله[۹۱]، آدمی اپنے دوست کے طریق پر ہوتا ہے۔"آپ ﷺ نے مومن کو مومن کا آئینہ کہا ہے۔[۹۲]

مجاہدہ کے مقاصد

مجاہدہ کے لئے صوفیاء نے جو مقاصد اور اثرات متعین کئے ہیں ان میں حسن اخلاق کا حصول[93]، روحانی ترقی کا حصول[94]، خواہشات کا ترک کرنا[95] برائے مشاہدہ[96] سیرت رسول ﷺ میں مجاہدہ سے جو مقاصد حاصل کئے گئے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"﴿وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَاوَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾[۹۷]"کے ضمن میں فقیہ ابو اللیث ثمر قندی اسے جنت کا راستہ فرماتے ہیں۔[۹۸] اور یہ تمام اوصاف جو صوفیاء نے بیان فرمائے ہیں وہ جنت کے لئے نہایت ضروری ہے۔

مجاہدہ کے لغوی اور اصطلاحی معانی کے مطابق دشمن کے خلاف جنگ ہے اور صوفیاء کرام نفس کو اپنا دشمن خیال کرتے ہوئے اس کے خلاف جنگ کو ہی مجاہدہ کا نام دیتے ہیں۔ اسی طرح مجاہدہ کی تمام اقسام قلت بعام، قلت منام، قلت کلام، قلت خلط مع الانام اور غیر اختیاری مجاہدہ ان تمام کی بنیادیں سیرت میں موجود ہیں اور صوفیاء کرام ان مجاہدات کو اپنے معمولات میں شامل کیئے ہوئے ہیں۔ صوفیاء نے مجاہدے کے مقاصد وہی متعین فرمائے ہیں جو جنت کے حصول کا ذریعہ ہیں جبکہ سیرت طیبہ میں بھی مجاہدے کا مقصد جنت کا حصول ہی ہے۔ یہ بحث واضح کرتی ہے کہ مجاہدہ، اس کا طریقہ اور اس کا مقصد یہ تمام چیزیں سیرت سے مستنبط ہوتی ہیں۔

محاسبہ

محاسبہ سے مراد حساب کتاب رکھنا اور جانچ پڑتال کرنا ہے۔ یعنی انسان جو بھی کام کرے اس کام کو پوری طرح جانچ پرکھ لے اور اس کے محرکات اور اثرات پر بھی نظر رکھے نیز اس کام کے کرنے سے پہلے اپنی نیت کو بھی ٹٹول لے۔

محاسبہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لسان العرب کے مطابق وحاسبه من المحاسبة ورجل حاسب من القوم [۹۹] حاسبہ یہ المحاسبۃ سے ہے۔ اور کسی قوم میں محاسبہ کرنے والے کو حسب اور حساب یعنی محاسبہ کرنے والا کہتے ہیں۔ اور صوفیاء بھی محاسبہ کو اسی معنی میں استعمال کرتے ہیں مزید کہا ہے کہ والمعدود:محسوب يستعمل على اصله [۱۰۰] گنتی کی ہوئی چیز کو محسوب کہتے ہیں اور یہی اپنی اصل پر استعمال کیا جاتا ہے۔ تاج العروس میں محاسبہ کے حوالے سے ہے۔ وَقد يَكُونُ الحِسَابُ مَصْدَرَ المُحَاسَبَةِ، عَن مَكّيٍ، ويُفْهَمُ مِنْ عِبَارَةِ ثَعْلَبٍ أَنَّهُ اسْمُ مَصْدَرٍ [۱۰۱]. قرآن مجید میں اس کی تائید ہے۔ {وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ} [۱۰۲] صوفیاء بھی یہی مراد لیتے ہیں کہ اپنا حساب کیا جائے۔

امام کاشانیؒ محاسبہ کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔ "الموازنة بين الحسنات و السئيات [103]: محاسبہ در حقیقت گناہوں اور نیکیوں کا موازنہ کرنا ہے۔"

ڈاکٹر رفیق العجم فرماتے ہیں۔

"ان ينظر فى راس المال وفى الربح و الخسران [104]: یہ کہ دیکھے اصل زر کو اور نفع و نقصان کو۔

یہ معاملہ مستقبل کے اعمال کے بارے میں بھی ہوتا ہے۔

کتاب الرعایہ میں امام محاسبی ؒ فرماتے ہیں۔ ماذا عملت اليوم؟ [۱۰۵] امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔ [106] کیمیائے سعادت میں بھی یہی ذوق بیان کیا گیا ہے۔ [107]

محاسبہ کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ ماضی کے اعمال کی طرف بھی بھرپور توجہ رکھی جائے۔امام غزالی ؒ کیمیائے سعادت میں رات سونے سے پہلے دن بھر کے اعمال کا محاسبہ کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔[108] امام محاسبیؒ کے مطابق اوقات کے ضائع ہو جانے پر اپنے نفس پر عتاب کرنا محاسبہ کہلاتا ہے[109]۔علامہ ابن عربیؒ سے کے حوالے سے فیض القدیر میں مروی ہے کہ ہمارے شیوخ اپنے ہر قول و فعل کو رجسٹر میں درج کیا کرتے تھے۔[110]

قرآن مجید میں محاسبہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

" ﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ﴾[١١١]"کے ضمن میں علامہ رشید رضا مصری اسی ذوق کی تائید فرماتے ہیں۔[١١٢] نبی ﷺ نے اللہ کی طرف سے بھلائی کو اس سے تعبیر فرمایا ہے۔[١١٣].

اللہ تبارک وتعالیٰ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں۔﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ﴾[١١٤] اور تحقیق ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں۔اس کو جو اس کے نفس میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔"

محاسن التاویل میں اس آیت کے حوالے سے درج ذیل بحث کی گئی ہے۔

"أي تحدث به نفسه، وهو ما يخطر بالبال)[١١٥]. یعنی جو اس کے نفس میں وسوسہ ابھرتا ہے اور (وسوسہ) وہ ہے جو دل میں گزرتا ہے۔"اللہ تبارک وتعالیٰ نے ماضی کے اعمال کے بارے میں بھی ارشاد فرمایا۔

"﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ﴾[١١٦] "

تفسیر ابو سعود میں اس آیت کے ضمن میں درج ذیل بحث کی گئی ہے۔

"({ولتنظر نفس ما قدمت لغد} أي أي شئ قدمت من الأعمال ليوم القيامة عبر عنه بذلك)[١١٧]۔ (ولتنظر نفس ---الخ)یعنی جو چیز آگے بھیجی اعمال میں سے قیامت کے دن کے لئے تعبیر کیا گیا ہے۔

ماضی کے اعمال کے محاسبے کی سب سے بہترین شکل توبہ بھی ذکر کی گئی ہے۔﴿ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾[١١٨] اس آیت کو بھی صاحب تفسیر ابو سعود اس انداز سے کھولا ہے۔[١١٩]

احادیث مبارکہ میں محاسبہ

نبی ﷺ نے فرمایا۔

"((إذا أراد الله تعالى بعبد خيرا جعل له واعظا من نفسه يأمره وينهاه))[١٢٠].

جب ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا تو بنا دیتا ہے اس کے نفس سے واعظ وہ اسے (بھلائی کا) حکم کرتا ہے اور اسے (برائی سے) روکتا ہے۔"

علامہ زین الدین اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

"((إذا أراد الله بعبد خيرا جعل له واعظا) ناصحا ومذكرا بالعواقب (من نفسه) لفظ رواية الديلمي من قلبه (يأمره) بامتثال الأوامر الإلهية (وينهاه) عن الممنوعات الشرعية ويذكره بالعواقب الردية)[۱۲۱]۔ (اذا ارادالله ۔۔الخ)نصیحت کرنے والااور انجام کی یادہانی کرانے والا(اس کے نفس سے) یہ لفظ دیلمی کی روایت مین قلبہ ہے(وہ حکم دیتاہے اس کو) اوامر الہمیہ کو پورا کرنے کا(اور روکتاہے اسکو) ممنوعات شرعیہ سے اوراس کو یاد دلاتاہے براانجام۔"

شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے بھی اس حوالے روایت موجود ہے کہ مرنے سے پہلے اپنا محاسبہ کر کے اپنے نفس کی خواہش کا علاج کر لو۔[۱۲۲] نبی ﷺ کے آخری خطبہ میں بھی اس حوالے سے بحث کی گئی ہے۔[۱۲۳] گر ماضی میں کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی کا تدارک بھی محاسبہ ہی کہلاتا ہے۔اسے اصطلاح میں توبہ کہا گیا ہے۔ چنانچہ نبی ﷺ کا معصوم عن الخطا ہونے کے باوجود امت کی تعلیم کے طرز عمل یہی تھا کہ آپ توبہ کا کثرت سے اہتمام فرماتے تھے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ توبہ دن میں سو مرتبہ کرنی چاہئے۔

"((عن عبد الله بن عمررضي الله عنهما قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: (توبوا إلى الله فإني أتوب إليه كل يوم مائة مرة))[۱۲۴]۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے اللہ تعالی سے توبہ کرو۔ پس بے شک میں بھی۔ ہر روز سو مرتبہ توبہ کرتاہوں۔"

سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں محاسبہ

سیرت طیبہ میں نیت کی اصلاح کو بھی محاسبہ کہا گیاہے نیز ہر کام میں اللہ کی رضا مطلوب رہے۔

جیسے زکوۃ۔"﴿ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ﴾"[۱۲۵] اللہ کا ذکر"﴿الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَه﴾"[۱۲۶] کسی کو کھلانا﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾"[۱۲۷] اللہ کے راستے میں خرچ "﴿وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ﴾"[۱۲۸] ان سب معاملات میں نیت کی اصلاح محاسبہ ہی کا ایک پہلو ہے۔

علامہ آلوسی بغدادیؒ مندرجہ بالا آیات میں اللہ کی رضا اور اللہ کے لئے یعنی (لوجہ اللہ) وضاحت ان الفاظ میں پیش فرماتے ہیں اور نیت کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔[۱۲۹]. جب انسان محاسبے کی عادت اپنالیتاہے تو وہ ہر عمل سے پہلے اپنی نیت کو ٹٹول لیتا ہے۔ اگر نیت میں کوئی فرق محسوس کرے تو اس کو درست کرنے کی کوشش کرتاہے۔ حدیث شریف میں بھی اعمال کا دارومدار نیت پر ہی بتایا گیاہے۔[۱۳۰]۔ عبداللہ ابن مبارکؒ ؒ اپنی کتاب الزھد والرقائق میں بھی وجہ اللہ کی وضاحت فرمائی ہے۔[۱۳۱]

نیت کی درستی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ہر کام اللہ کی رضا کے لئے کرنا اسے اخلاص بھی کہا جاتاہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے۔"﴿فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ﴾"[۱۳۲] اللہ کی عبادت کر خالص کرتے ہوئے اس کے لیے دین کو۔"

البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید میں اس آیت کے ضمن میں لکھا گیا ہے۔"(فاعبد الله مخلصا له الدين) أي: فاعبده تعالى مخلصا دينه من شوائب الشرك والرياء، حسبما بين في تضاعيف ما أنزل إليه)[١٣٣].(فاعبد الله ۔۔۔الخ)یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت کر خالص اسی کے لیے شرک وریاء کی شبہ سے بچتے ہوئے۔"

محاسبے کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ نے اپنے مسلمان بھائی کے لئے کسی چیز کے پسند کرنے کی قید لگائی ہے کہ وہی چیز پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ چنانچہ نبی ﷺ کا ارشاد ہے۔"((أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال: «لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه ما يحب لنفسه))[١٣٤]»آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔"

ملا علی قاری شرح مشکوۃ میں یحاسب نفسہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ربیع بن خثیم لکھ کر اپنا محاسبہ کر لیا کرتے تھے۔[١٣٥]۔ شرف المصطفیٰ میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں بھی یہی درج ہے کہ وہ ہر رات اپنا محاسبہ کیا کرتے۔[١٣٦]. محاسبہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ بندہ قیامت والے دن کو سوچ کہ قیامت کے دن ہر عمل کا حساب دینا ہو گا۔

﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ﴾[١٣٧]۔

اور ہم ترازو قائم کریں گے ایامت کے دن پس نہیں ظلم کیا جائے گا کسی پر ا گر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل ہو گا۔ ہم اسے لے آئیں گے۔اور ہم کافی ہیں حساب لینے میں۔"

شیخ علوان اس آیت کے حوالے سے فرماتے ہیں۔"(وكفى بنا حاسبين اى حسابنا لحفظ حقوق عبادنا إذ لا يعزب عن حيطة حضرة علمنا المحيط شيء منها وان قل وخفى)[١٣٨].اور ہم کافی ہیں حساب لینے میں یعنی ہمارا حساب لینا اپنے بندوں کے حقوق کی حافظت کے لئے ہے جبکہ نہیں لا پتہ کوئی حاضر اور گھیری ہوئی چیز ہم جانتے ہیں ہر چیز کو اگر چہ کم اور مخفی ہو۔"

نبی ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں بھی محاسبہ کے حوالے سے بہترین گفتگو موجود ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"((عن علي رضي الله عنهما _ يقول: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: بارك الله للمسلمين فيك، فخصني منك بخاصة خير، قال: «مستوص أنت؟» أراه قال: ثلاثا، قال: نعم، قال: «اجلس، إذا أردت أمرا فتدبر عاقبته، فإن كان خيرا فأمضه، وإن كان شرا فانته))[١٣٩]"» .

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آیا اور کہا اللہ تعالی برکت عطاء کرے آپ ﷺ کو مسلمانوں میں پس آپ ﷺ مجھے کسی خیر کے کام میں اپنے ساتھ خاص فرمالیں آپ ﷺ نے فرمایا تو وصیت طلب کرنا چاہتا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرا خیال ہے آپ ﷺ نے تین بار ارشاد فرمایا اس شخص نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جا۔ جب تو ارادہ کرے کسی کام کا تو اس کے انجام میں تدبر کر اگر وہ بہتر ہو تو کر گزر اور اگر برا ہو تو چھوڑ دے

نبی ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں بھی محاسبہ کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ إذا أردت أمرا فتدبر عاقبته، فإن كان خيرا فأمضه، وإن كان شرا فانته[١٤٠]

اسی کے بارے میں ہے امام محاسبی فرماتے ہیں کی غور فکر کر کے درست کو اختیار کر لے اور غلط کو چھوڑ دے۔[١٤١] ۔ قوت القلوب میں بھی اسی ذوق کی تائید کی گئی ہے۔[142] امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں مراقبہ کی حقیقت میں اور الاربعین تمام کتابوں میں اسی ذوق کو ترجیح دی ہے۔[143]

اہل تصوف کا اس معاملے میں ذوق ہے کہ کسی شیخ کامل کی صحبت بھی محاسبہ کے لئے مفید ہے جو تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی بھی ذمہ داری سرانجام دے۔[144] تسہیل السالک میں اس پہلو پر خاطر خواہ زور دیا گیا ہے۔[145] دیندار اور سچا دوست بھی اپنے آپ پر رقیب (نگران) مقرر کیا جاسکتا ہے جو اس کے احوال و افعال کو ملاحظہ کرتا ہے اور اس کے ناپسندیدہ افعال و اخلاق پر تنبیہ کرتا ہے اور اس کے ظاہری و باطنی معاملات کو سنوارنے میں کوشاں رہے۔[146]۔

صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص محاسبہ کا عادی ہو قیامت والے دن اس کا حساب کتاب آسان ہو جائیگا۔ چنانچہ صاحب تصوف و طریقت نبی علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔ "((وإنما خف الحساب يوم القيامة على قوم حاسبوا أنفسهم في الدنيا، وإنما شق الحساب يوم القيامة على أقوام أخذوا))[١٤٧]. اور تحقیق آسان ترین حساب قیامت کے دن ان لوگوں کا ہو جنہوں نے دنیا میں اپنا محاسبہ کیا ہوگا اور سخت ترین حساب ان کا ہوگا قیامت کے دن جنہوں نے اپنا محاسبہ نہیں کیا ہوگا۔"

امام محاسبی رسالۃ المسترشدین میں امام حسن بصریؒ کے قول کی روشنی میں یہی فرماتے ہیں۔[148] صاحب تہذیب النفس بھی امام محاسبی کے حوالے سے یہی فرماتے ہیں۔[149]

سیرت میں محاسبہ نفس کے حوالے سے عبداللہ بن مبارک حضرت حسن ؒ کا قول نقل فرماتے ہیں۔

"((عن الحسن قال: " إن المؤمن قوام على نفسه، يحاسب نفسه لله عز وجل، وإنما خف الحساب يوم القيامة على قوم حاسبوا أنفسهم في الدنيا، وإنما شق الحساب يوم القيامة على قوم أخذوا هذا الأمر من غير محاسبة،))[١٥٠]"۔

"حسن سے ہے فرماتے ہیں بے شک مومن قائم ہے اپنے نفس پر وہ اللہ کے لیے اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے اور تحقیق قیامت کے دن سب سے ہلکا حساب اس قوم کا ہوگا جس نے دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کیا ہوگا اور سخت ترین حساب اس قوم کا ہو جس نے جو اس معاملے میں بغیر محاسبے کے ہوگی۔"

ابو بکر احمد بن مروان اپنی کتاب المجالسۃ وجواھر العلم میں بعض حکماء کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔(ومن لم يحاسب نفسه قبل يوم القيامة حل به الندم)[151]. اور جس نے اپنے نفس کا محاسبہ نہیں کیا قیامت سے پہلے ندامت اس کا مقدر ہوگی۔"مزید فرماتے ہیں۔"(وإنما خف الحساب يوم القيامة على قوم حاسبوا أنفسهم في الدنيا، وإنما شق الحساب يوم القيامة على أقوام أخذوا هذا الأمر من غير محاسبة،)[152]."اور تحقیق آسان ترین حساب قیامت کے دن ان لوگوں کا ہو جنہوں نے دنیا میں اپنا محاسبہ کیا ہوگا اور سخت ترین حساب ان کا ہوگا قیامت کے دن جنہوں نے اپنا محاسبہ نہیں کیا ہوگا"

مشارطہ

تاج العروس کے مطابق مشارطہ مُشارَطَةً: شَرَطَ كُلٌّ مِنْهُما عَلَى صاحِبِه، كَمَا فِي اللّسَان والعُبَاب.[153] مشارطہ کا معنی ہوتا ہے۔ہر ایک نے اپنے ساتھی پر شرط لگادی جیسا کہ لسان العرب اور العباب میں ہے۔القاموس الفقہی میں بھی مشارطہ کے حوالے سے کہا گیا ہے۔مثل مشارطة الطبيب على البرء، والمعلم على الحذق، والناشد على وجود العبد الآبق.[154] جیسے ڈاکٹر سے شرط لگانا ٹھیک ہونے پر، معلم سے شرط لگانا مہارت پر اور ناشد یعنی مطالبہ کرنے والے سے شرط لگانا بھاگنے والے غلام کے موجود ہونے پر اور صوفیاء بھی اسی اعتبار سے مشارطہ کا استعمال کرتے ہیں۔

مشارطہ نفس

مشارطہ نفس سے مراد نفس سے شرط لگانا ہے۔محاسبہ اور مشارطہ میں فرق یہ ہے کہ محاسبہ دن کے اختتام پر ہوتا ہے جبکہ مشارطہ آغاز میں۔نفس انسان کا لازمی دشمن ہے حتیٰ کہ شیطان کی سرکشی کا باعث بھی نفس ہی بنا۔لہذا نفس سے متعلق جاننا بھی ضروری ہے۔

قرآن مجید میں مشارطہ نفس

نفس کی سرکشی کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔"

﴿اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰي عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰي سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰي بَصَرِهٖ غِشٰوَةً﴾[155] کیا تو نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے خواہش نفسانی کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود علم کے اللہ تعالیٰ نے اسے گمراہ کیا اور اس کے دل پر مہر لگادی اور اس کی آنکھوں اور کانوں پر پردے ڈال دیے ہیں۔"[156]

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم کابت تیار کیااور بقولہ تعالیٰ "﴿فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ﴾[۱۵۷] توجب میں اسے درست کر لوں اور اس میں اپنی طرف سے (خاص) روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ کرتے ہوئے گر جانا۔" تو سب ملائکہ نے اسے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے حسد اور کبر کے سبب سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا۔"

﴿قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ﴾[۱۵۸] میں اس سے بہتر ہوں"۔(اور خلافت ارضی کا میں ہی مستحق ہوں)۔

تب اللہ تعالیٰ نے اسے راندہ درگاہ اور ملعون کر دیا۔ اس کے بعد اس نے آدمؑ اور اس کی اولاد کی دشمنی اور گمراہی کا بیڑا اٹھایا اور کہا -"﴿فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ﴾[159] اے اللہ تیری عزت کی قسم میں تمام بنی آدم کو گمراہ کر کے (اپنے ہمراہ جہنم میں) لے جاؤں گا۔" نفس میں حسد، کبر کوٹ کوٹ بھر دیا گیا ہے اور بخل اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا گیا ہے اسی لیے وہ کسی بشر کو اپنے سے برتر ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ﴾[160] اور نفسوں پر بخل مسلط کیا گیا ہے۔"

اور دوسری جگہ آیا ہے۔"

﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾[۱۶۱]

اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچالئے گئے ہیں پس چھٹکارا پانے والوں میں سے ہیں۔

احادیث شریفہ میں مشارطہ نفس نبی ﷺ نے عمران بن حصین کے والد حضرت حصین رضی اللہ عنہ کو ان کے قبول اسلام کے وقت نفس کی شرارتوں سے بچنے کی دعا سکھائی۔[۱۶۲] سنن ابی داؤد میں بھی اسی قسم کی دعا کا تذکرہ موجود ہے۔[۱۶۳] مسند احمد میں بھی ایک طویل دعا مذکور ہے جس کی غرض نفس کی شرارتوں سے بچنا اور اللہ کی رحمت میں آنا ہے۔[۱۶۴]

اہل تصوف میں مشارطہ نفس

صوفیاء کے نزدیک نفس کی بدترین خواہش یہ ہے کہ غیر خدا پر نظر کرے۔ خالق کو چھوڑ کر مخلوق سے دل لگائے۔-[165] امام ابو القاسم قشیری اخلاق مذمومہ کو اور ان کی اطاعت کو شرک خفی سے تعبیر کرتے ہیں۔[166] مواعظ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی میں نفس کے پیروکار کو ابلیس کا بندہ اور اس کا تابع اور اس کا مرید کہا گیا ہے۔[167] شیخ شرف الدین یحیی منیری مکتوبات دوصدی میں نفس کو پورا کافر قرار دیتے ہوئے نفس کا قول لی ولی وعنی (جو کچھ ہے میرے لئے ہے اور میرے ساتھ ہے اور مجھ سے ہے) ذکر کرتے ہیں۔[168] امام غزالی منہاج العابدین میں ہابیل کے قتل کو قابیل کی طرف سے بخل وحسد اور نفس کی شرارت کا نام دیتے ہیں۔ اور ہاروت وماروت کو بھی نفس کے سبب ہی فتنے میں مبتلا ہونے کی تائید فرماتے ہوئے نفس کی شرارتوں سے بچاؤ کے اہتمام کی تلقین کرتے ہیں۔[169] امام ابو القاسم قشیری رسالہ قشیریہ میں مخالفت نفس پر زور دیتے ہوئے واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں: میں نے حضرت سری سقطی کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا نفس تیس یا چا

لیس سال سے مجھ سے مطالبہ کر رہا ہے کہ میں ایک گاجر شہد میں ڈبو کر کھاؤں لیکن میں نے اس کی بات نہیں مانی۔[170] انوار قدسیہ میں ہیں"(وسمعت سیدی علی اعر صفی یقول من خالف نفسه فقد افلح)میں نے سید علی اعر صفی سے یہ کہتے سنا جس نے نفس کی مخالفت کی وہ کامیاب ہو گیا۔"[171] شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔ نفس کی موت صبر کرنے اور اس کی مخالفت سے ہو سکتی ہے۔ عنقریب اس کا انجام بہتر ہو جائے گا اور اس کا بدلہ تیرے لیے ختم نہ ہو گا۔[172]

مکتوبات دو صدی میں مکتوب نمبر ۱۸ میں شیخ شرف الدین یحی منیری خواجہ جنید کا ارشاد لکھتے ہیں ۔ "**اساس الکفر مو افقه النفس** کفر کی بنیاد نفس کی موافقت میں ہے"۔[173] اسی مکتوب میں لکھتے ہیں کہ ۔**مخالفة النفس راس العبادة**"نفس کی مخالفت ہی تمام عبادتوں کا سرچشمہ ہے۔"[174]

ابن قیم الجوزیہ فرماتے ہیں۔ نفس کی مخالفت جنت کا واحد راستہ ہے اور نفس کی اتباع جہنم کا واحد راستہ ہے۔[175] سیرت کی روشنی میں دیکھیں تو یہی حقیقی کامیابی ہے کہ انسان اپنے نفس کو پاک کرلے اور اس پر قابو حاصل کرلے۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى﴾[۱۷۶] (بے شک وہی بامراد ہوا جو (نفس کی آفتوں اور گناہوں کی آلودگیوں سے) پاک ہو گیا)۔

مولانا ثناءاللہ اپنی کتاب تفسیر مظہری میں اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نفس کا امراض نفسانیہ سے پاک ہونا ہی حقیقی کامیابی ہے۔[۱۷۷] نفس کی شرارت اور اس کے تزکیہ کے حوالے سے قرآن مجید میں ایک اور جگہ ارشاد ہے-"﴿ ۝قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا ﴾[۱۷۸] یقیناً فلاح پا گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ اور یقیناً نامراد ہو جس نے اس کو خاک میں دبا دیا۔"

تفسیر سمعانی میں اس آیت کے ذیل میں درج ذیل بحث درج کی گئی ہے"(قيل: أَفْلح من زكى نَفسه وَأَصْلَحهَا، وخاب من أخمد نَفسه ودسها)[۱۷۹]، کہا گیا ہے، کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور اس کو درست کر لیا اور جس نے اپنے نفس کو پاک نہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔"

تفسیر بغوی میں حضرت حسن کے حوالے سے فرمایا گیا ہے۔"(معناه قد أفلح من زكى نفسه فأصلحها وحملها على طاعة الله عز وجل)[۱۸۰]، جس نے نفس کا تزکیہ حاصل کر لیا اور کامیابی حاصل کر لی اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت حاصل کر لی۔"ابن عطیہ فرماتے ہیں۔

(يحتمل أن يكون الفاعل ب «زكى» الإنسان وعليه تقع من وقاله الحسن وغيره، كأنه قال: قد أفلح من زكى نفسه أي اكتسب الزكاء الذي قد خلقه الله، وزكاها معناه: طهرها ونماها بالخيرات)[۱۸۱]

احتمال یہ ہے کہ "ب" فاعل ہو جائے "زکی" پر اور یہ واقع ہو انسان کے لئے اور جیسے کہ حسن اور دیگر حضرات کا قول ہے۔ (قد أفلح من زکی نفسہ) یعنی پاکیزگی کا حاصل کرنا جو اللہ نے اس میں تخلیق فرمائی ہے (وزکاھا) کا معنیٰ اس کو پاک کرنا اور نیکیوں سے بھر دینا ہے۔"

ابرہیمؑ نے حضور ﷺ کی بعثت مبارکہ کے لیے دعا فرمائی اس میں آپ ﷺ کی بعثت کی اصلی غایت یہی بیان فرمائی ہے۔ "﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ۭاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾[182] (اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول ﷺ مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دے (کر دانائے راز بنا دے) اور ان (کے نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کر دے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے)"

تفسیر خازن میں اس آیت کے ضمن میں ارشاد ہے۔" (وَيُزَكِّيهِمْ أي ويطهرهم من الشرك وعبادة الأوثان، وسائر الأرجاس والرذائل والنقائص)[۱۸۳] ، (وَيُزَكِّيهِمْ) سے مراد پاکیزگی کا حاصل کرنا ہے شرک سے، بت پرستی سے، تمام اقسام کی گندگیوں سے، بداخلاقی سے اور ہر قسم کی کوتاہی سے۔" تفسیر بحر المحیط میں باطنی صفائی کے ساتھ ساتھ ظاہری تکالیف کا ازالہ بھی اس کے ضمن میں ذکر کیا گیا ہے۔"(ویزکیهم باطنا من أرجاس الشرك وأنجاس الشك، وظاهرا بالتكاليف التي تمحص الآثام وتوصل الإنعام)[۱۸۴] (ویزکیهم) باطن میں شرک کی گندگی سے اور شک کی نجاست سے پاکیزگی اور ظاہر میں بت پرستی کی تنگی سے اور درندہ صفت ہو جانے سے گریز ہے۔"

نفس کی اصلاح کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نفس کو مجاہدے کی بھٹی سے گزار کر کمزور کر دیا جائے۔ رسالہ قشیریہ میں ہے۔ نفس کو ترک کرنے یا توڑنے کے ذریعے اخلاق کا علاج، بھوک، پیاس بیداری وغیرہ مجاہدات جن کے ذریعے قوت کو توڑا جاتا ہے۔[۱۸۵] شیخ عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر نفس کو اس کی بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کر دیا ہے نفس کو مجاہدہ کی آگ سے پگھلا دے۔[۱۸۶] امام عبدالوہاب شعرانی بھی نفس کی مخالفت کو پسندیدہ چیزوں میں ذکر کرتے ہیں۔[۱۸۷] خواجہ عثمان ہارونی انیس الاروح میں حضرت بایزید بسطامیؒ کے مجاہدے کا حال بیان فرماتے ہیں کہ کیسے سال بھر نفس کو پانی نہ دینے کا ارادہ کیا۔[۱۸۸]

نفس کی اصلاح کا دوسرا طریقہ مجاہدے کا ہے اور اللہ کا خوف مجاہدے کی ایک شکل ہے سیرت طیبہ میں ہے۔" ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّه وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى﴾[189] (اور جو شخص اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے اور اس نے (اپنے) نفس کو (بری) خواہشات و شہوات سے باز رکھا، تو بے شک جنت ہی (اس کا) ٹھکانا ہو گا)۔"

اس آیت کے ضمن میں علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

"({أي: خاف القيام بين يدي الله عز وجل، وخاف حكم الله فيه، ونهى نفسه عن هواها، وردها إلى طاعة مولاها {فإن الجنة هي المأوى} أي: منقلبه ومصيره ومرجعه إلى الجنة الفيحاء)[۱۹۰]. (یہاں خوف سے مراد اللہ

کا حکم ہے جواس کے نفس کو خواہش کی پیروی سے روک لے اور اس کواس کے رب کی اطاعت کی طرف لوٹادے (فإن الجنة هي المأوى) یعنی اس کا لوٹنا، ٹھکانا اور جگہ جنت کی طرف ہے جو خوشیوں سے بھری پڑی ہے۔" اور دوسری جگہ دو جنتوں کی بشارت دیتے ہوئے اللہ تعالی فرماتے ہیں۔

﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ﴾[191] اور جو اللہ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔" اس آیت کے ضمن میں صاحب تفسیر طبری فرماتے ہیں۔" (يقول تعالى ذكره: ولمن اتقى الله من عباده -فخاف مقامه بين يديه، فأطاعه بأداء فرائضه، واجتناب معاصيه - جنتان، يعني بستانين)[۱۹۲]. اللہ تعالی کا قول اس کے ضمن میں مذکور ہے: اور جو اس کی عبادت میں اللہ سے ڈر گیا اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور فرائض کی ادائیگی میں اس کی اطاعت کی اور گناہوں سے بچا اس کے لئے دو جنتیں ہیں یعنی دو باغ ہیں۔" ابو اسحاق الزجاج فرماتے ہیں۔" (قيل من أراد معصية فذكر ما عليه فيها فتركها خوفا من الله - عز وجل -ورهبة عقابه ورجاء ثوابه فله جنتان)[۱۹۳]. کہا گیا ہے کہ جس نے گناہ کا ارادہ کیا جس کا اس پر تذکرہ کیا گیا ہو اور پھر اللہ کے خوف سے اس کو چھوڑ دیا اور اس کے غصے سے ڈر گیا اور ثواب کی امید کی اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔"

مشارطہ نفس کے لغوی اور اصطلاحی معانی سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان نفس کے ساتھ شرط اس طرح پر لگائے کہ نفس کا مقصد گناہ کی طرف لے جانا ہو اور انسان نیکی کی طرف متوجہ رہے۔ اسی طرح نفس کی اقسام نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ اور نفس ملہمہ کی بنیادیں سیرت سے مل جاتی ہیں۔ نفس کی سرکشی کو جس انداز سے صوفیاء نے بیان کیا ہے وہ سیرت سے ہی مستنبط نظر آتا ہے۔ مزید یہ کہ صوفیاء نے نفس کی اصلاح کو تزکیہ نفس سے عبارت کیا ہے اور اس کے دو طریقے ذکر کئے ہیں نفس کی مخالفت اور نفس کا مجاہدہ دونوں کا ثبوت سیرت سے ملتا ہے۔ لیکن نفس کی مخالفت اس قدر ہی ہو جتنا شریعت اجازت دیتی ہے۔ اور مجاہدہ بھی صرف وہ ہونا چاہئے جو شریعت سے ثابت ہے۔ اس سلسلے میں نفس کی مخالفت اور مجاہدہ کے لیئے خود سے طریقے ایجاد نہیں کرنے چاہیئں۔ چونکہ سیرت میں کئی طریقے موجود ہیں لہذا سیرت سے ثابت شدہ طریقوں کو ہی اختیار کیا جائے۔

حواشی وحوالہ جات

1۔ ابن سرور، محمد اویس، محبت کی حقیقت اور اس کے تقاضے، ص۲۹۴، اریب پبلی کیشنز نئی دہلی، ط اول ۲۰۰۸ء

2۔ سورۃ البقرہ:۸۷

۳۔ سورۃ یوسف:۵۳

4۔ نقشبندی، سکندر نقوی حنفی، سید محمد، نفس کا بیان، ص۶۸-۷۰، کراچی، ط۲۰۱۵

5۔ابن القیم،محمد بن ابوبکر،ابو عبداللہ،کتاب الروح(تحقیق: محمد اجمل ایوب اصلاحی)،ص ٦٤٢ابن قیم،علامہ،حافظ،کتاب الروح(مترجم: مولانا محمد شریف نوری نقشبندی)،ص ۳۹۴

6۔محمد بن ابوبکر،علامہ، اغاثۃ اللفھمان ، ج ۱ ص ۷۷، مکتبۃ المدینہ، بیروت، لبنان

7۔ابن سرور، محمد اویس، محبت کی حقیقت اوراس کے تقاضے، ص۲۹۵

8۔سورۃ القیامہ :۲-۱

9۔نقشبندی، سکندر نقوی حنفی،سید محمد، نفس کا بیان، ص۷۰-۷۱

۱۰۔الجرجانی، علی بن محمد، الشریف،کتاب التعریفات، جلد ۱ ص۸۱٦

11۔ابن سرور، محمد اویس، محبت کی حقیقت اوراس کے تقاضے، ص۲۹۴

۱۲۔ سورۃ الفجر:۲۷-۳۰

۱۳۔ سورۃالشمس :۷-۱۰

۱٤۔ کلاچوی،نور محمد سروری، سلطان الفقراء، عرفان حصہ دوم، ص۱۴۳

۱۵۔ سورۃالشوریٰ:۵۱

۱٦۔ الزبیدی، محمد مرتضیٰ الحسینی،سید، تاج العروس من جواہر القاموس، ١٦ ص ۵۵۹

۱۷۔ محولا بالا

۱۸۔محولہ بالا

۱۹۔محولہ بالا

۲۰۔ محولہ بالا

۲۱۔ سورۃآل عمران:۲۸

22۔سورۃ الانعام:۹۳

۲۳۔ سورۃالاعراف:۲۰۵

۲٤۔ سورۃ آل عمران:۳۰

25۔کلاچوی،نور محمد سروری، سلطان الفقراء، عرفان حصہ دوم، ص۱۴۱،نوری روحانی تحریک، کراچی، شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ اگست ۲۰۰۹ء

26۔سورۃ الزمر:۴۲

۲۷۔ سورۃ النور:٦۱

۲۸۔ سورۃالنور:۱۲

۲۹۔ سورۃالزمر: ۵٦

30-ابن مبارک، عبداللہ، ابو عبدالرحمان، الزهد والرقائق لابن المبارك(تحقيق: حبيب الرحمان الاعظمی)،ج ۱ ص ۱۲۳ ، دارلکتب العلميه ،بيروت

۳۱ ۔ الزبيدی، محمد مرتضى الحسینی،سید، تاج العروس من جواهر القاموس، جلد١٦ ص ٥٥٩ ،(تحقیق: محمود محمد الطناحی)،التراث العربی، کویت،ط ۱۳۹۶ ھ،۱۹۷۶ء

۳۲-سنن نسائی، امام احمد بن شعیب، متوفی ۳۰۳، حدیث ۱۰۰۸٦ جلد۲ ص٤٧ دارلکتب العلمیہ، بیروت

۳۳۔ محولا بالا

34 -بلیاوی،عبد الحفیظ مولانا ،ابوالفضل،المنجد عربی اردو، مترجم (المنجد، لویس معلوف)،ص ٤٣٧

35 ۔ محولا بالا

36 ۔ کیرانوی،وحید الزمان،مولانا قاسمی، قاموس الجدید، ص۸۷۲،ادارہ اسلامیات،لاہور، کراچی، شوال ۱۴۰۹ھ

37 ۔ قلندری، گل حسن،سید شاہ، مراۃ الوحدت المعروف تعلیم غوثیہ ص ۵۷۲،شبیر برادرز، اگست ۲۰۰۳ء

38 ۔ سورۃ یسین:۵۵

39 ۔ مودودی،ابوالاعلیٰ،مولانا، تفہیم القرآن،

40 ۔ آلوسی، محمود بن عبداللہ، شہاب الدین، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج ۷ ص ۳۲۸، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ط اولی، ۱۴۱۵ھ

٤١ ۔ سورۃ الاحزاب:۴۴

42 ۔ قلندری، گل حسن،سید شاہ، مراۃ الوحدت المعروف تعلیم غوثیہ ص ۵۷۲

43 ۔ قلندری، گل حسن،سید شاہ، مراۃ الوحدت المعروف تعلیم غوثیہ ص ۵۷۲

44 ۔ قلندری، گل حسن،سید شاہ، مراۃ الوحدت المعروف تعلیم غوثیہ ص ۵۷۲

45 ۔ محولا بالا

46 ۔ قلندری، گل حسن،سید شاہ، مراۃ الوحدت المعروف تعلیم غوثیہ ص ۵۷۳

47۔ قلندری، گل حسن،سید شاہ، مراۃ الوحدت المعروف تعلیم غوثیہ ص ۵۷۳

۴۸- الجہاد والمجاہدہ استفراغ الوسع فی حدافعہ العدو(جہاد اور مجاہدہ دشمن (نفس اور شیطان) کے مقابلے میں اپنی پوری قوت صرف کرنے کا نام ہے)(تفصیل کے لئے دیکھئے: اصفہانی، حسین بن محمد، امام راغب، المفردات فی غریب القرآن، ص ۲۰۸ ، دارالقلم ، دارالشامیہ ، دمشق بیروت ط ۱۴۱۲ ھ)

۴۹-النظر والتثبت، با التمیز لما کرہ اللہ عز و جل، مما احب ثم ھی علی وجھین احد ھما فی مستقبل الاعمال والاخر فی مستدبرھا(اللہ کے نزدیک مبغوض اور محبوب شے کے درمیان فرق کرنے کا نام محاسبہ ہے اور اس کی دو اقسام ہیں: مستقبل کے اعمال کے بارے میں، ماضی کے اعمال

سے متعلق) (تفصیل کے لئے دیکھئے: محاسبی، حارث بن اسد، ابو عبد الله، الرعاية لحقوق الله(تحقیق: عبدالقادر عطاء) ،ص ۴۵ ،دارالکتب العلمیہ، بیروت ، لبنان س ن)

5050۔ مشارطہ در حقیقت نفس کے ساتھ شرط لگانا ہے اور صوفیاء کے ہاں نفس کی مخالفت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ مکتوبات دوصدی میں ہے اساس الکفر مو افقه النفس (کفر کی بنیاد نفس کی موافقت میں ہے)(تفصیل کے لئے دیکھئے: منیری، شرف الدین یحییٰ، مکتوبات دوصدی، ص ۱۴۴، مکتبۃ الشرف بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ فروری ۱۹۹۳ء)

51 ۔ محولہ بالا

52 ۔ ابن منظور، جمال الدين محمدبن مکرم، ابوالفضل علامه، لسان العرب ج ۳ ص ۱۳۵ ، دار صادر بیروت، لبنان

53۔العجم، رفيق، الدكتور، موسوعه مصطلاحات تصوف الاسلامی ، ص ۸۳۰، مکتبہ لبنان ناشرون، بیروت لبنان، ط اولی ۱۹۹۹

54۔ کاشانی، عبد الرازق، مصطفیٰ امام ، ماسينيون، التصوف ص ۲۶ ۷، دار المنار القاہرہ، ط اولی ۱۹۹۲ ،۱۴۱۳

55۔قشیری، عبد الکریم بن ہوازن، ابوالقاسم، رسالہ قشیریہ فی علم التصوف ص ۱۰۲ ،دارلفکر، لبنان، بیروت

56۔ذوقی، سید محمد، حضرت شاہ، سر دلبراں ص ۳۰۳

57۔سہروردی، شہاب الدین عمر، ابو حفص، عوارف المعارف جز ثانی، ص ۲۷۴ (بریلوی، حضرت شمس، ادیب شہیر، عوارف المعارف (مترجم)، ص ۶۸۶)

58۔سورۃ العنکبوت 69:

۵۹۔ ثمر قندی، نصر بن محمد، ابو الليث، بحر العلوم، ج ۲ ص ۶۴۰ ،دارالکتب العلمية بيروت، ط اولى، ۱۴۱۵ھ

۶۰۔ الثعلبی، احمد بن محمد بن ابراہیم، ابو اسحاق، الكشف و البيان عن تفسير القرآن(تحقيق: امام ابی محمد بن عاشور)، ج ۷ ص ۲۹۰ ، داراحيا التراث العربی، بيروت، لبنان، ط اولى، ۱۴۲۲ھ، ۲۰۰۲ء

۶۱۔ سمعانی، منصور بن محمد، ابو المظفر، تفسير القرآن، ج ۴ ص ۱۹۴ ،دار الوطن، الرياض، السعودية، ط اولى ،۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء

۶۲۔ بغوی، حسین بن مسعود، محی السنة ابو محمد، معالم التنزيل فی تفسير القرآن، ج ۳ ص ۵۵۰، دار احياء التراث العربی، بيروت، ط اولى، ۱۴۲۰ھ

63 ۔ ابن مبارک، عبدالله، ابو عبدالرحمان، الزهد والرقائق لابن المبارک(تحقيق: حبيب الرحمان الاعظمی)، ج ۱ ص ۲۸۵ ، دارلکتب العلمیہ ،بیروت

64۔ الجوزجاني، سعيد بن منصور بن شعبة الخراساني ،سنن سعيد بن منصور، ص۱۵۵ ،

65 ۔ ابن مبارک، عبدالله، ابو عبدالرحمان، الزهد والرقائق لابن المبارک(تحقيق: حبيب الرحمان الاعظمی)، ج ۱ ص ۲۸۵

66۔قشیری، عبد الکریم بن ہوازن، ابوالقاسم، رسالہ قشیریہ فی علم التصوف ص ۱۰۱

67۔ندوی،عبدالباری،مولانا،تجدید تصوف وسلوک ص۷۸
٦٨۔سورۃ الاعراف:۳۱
٦٩۔ نسائی، احمد بن شعیب، ابو عبد الرحمن، السنن الکبری للنسائی(تحقیق: حسن عبد المنعم شلبی)، ج ۷ ص ۷۵، ۱۰ جلدیں، ،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت، ط اولی ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء
70 ۔ الأصبهاني أحمد بن عبد الله بن أحمد أبو نعيم (المتوفى: ۴۳۰ھ)، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء،ص:234
71 ۔ بخاری ، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ ایامہ سنتۃ (محمدزہیر ناصر الناصر)، ج۲ ص ۵۰،دار طوق النجاۃ، ط اولی ۱۴۲۲ھ
72 ۔ الأصبهاني أحمد بن عبد الله بن أحمد أبو نعيم (المتوفى: ۴۳۰ھ)، حلية الأولياء وطبقات الأصفياء،ص:234
۷۳۔سورۃ المزمل:2
٧٤۔ طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، جامع البیان فی تاویل القرآن، ج ۲۳ ص ٦٨٦، ۲۴ جلدیں، موسسۃ الرسالۃ، ط اولی، ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء
۷۵۔ بخاری ، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ ایامہ سنتۃ (محمدزہیر ناصر الناصر)، ج۲ ص ۵۰،دار طوق النجاۃ، ط اولی ۱۴۲۲ھ
٧٦۔ ابن مالک،مالک بن انس بن مالک، امام، موطا امام مالک(تحقیق: فواد عبد الباقی)، ج ۱ ص ۲۱۴، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، ط اولی ١۴٠٦ھ، ۱۹۸۵ء
۷۷۔سورۃ ق:۱۸
۷۸۔ مظہری،ثناءاللہ، محمد، تفسیر مظہری(تحقیق: غلام نبی تونسی)، ج ۹ ص ٦٩،مکتبۃ الرشدیۃ، پاکستان، ط اولی۱۴۱۲ھ
۷۹۔ بخاری ، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ ایامہ سنتۃ (محمدزہیر ناصر الناصر)، ج۸ ص ۱۰۰
۸۰۔ البیہقی، احمد بن حسین بن علی، ابوبکر، شعب الایمان(تحقیق: مختار احمد ندوی)، ج ۷ ص ۹،مکتبۃ الرشد للنشر و التوزیع بالریاض، ط اولی، ۱۴۲۳ھ، ۲۰۰۳ء
۸۱۔ ابن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد ،ابوبکر، المصنف فی الاحادیث و الاثار،(تحقیق: کمال یوسف الحوت) ، ج ۱ ص ۱۴۲،مکتبۃ الرشد ، الریاض ط اولی ۱۴۰۹ھ
۸۲۔ بخاری ، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ ایامہ سنتۃ (محمدزہیر ناصر الناصر)، ج۸ ص ۱۰۰
۸۳۔ ابن بطال، علی بن خلف، ابو الحسن، شرح صحیح البخاری لا بن بطال(تحقیق: ابو تمیم یاسر بن ابراہیم) ،ج ۸ ص ۴۲۸،مکتبۃ الرشد، السعودیۃ الریاض، ط ثانیہ ۱۴۲۳ھ،۲۰۰۳ء
84 ۔ ابن مبارک، عبداللہ، ابو عبدالرحمان، الزہد والرقائق لابن المبارک(تحقیق: حبیب الرحمان الاعظمی)، ج ۱ ص ۲۸۵ ,بخاری ، محمد بن اسماعیل، امام، الجامع الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ ایامہ سنتۃ (محمدزہیر ناصر الناصر)، ج۲ ص ۵۰

85 ۔ ابن المقرئ أبو بكر محمد بن إبراهيم, الأصبهاني الخازن، (المتوفى: ۳۸۱ھ) المعجم لابن المقرئ: ج ۱ :ص،۳۴۵

86 ۔ سنن نسائی، امام احمد بن شعیب، متوفی ۳۰۳، حدیث ۱۰۰۸۶ جلد ۲ ص ۲۷ دارلکتب العلمیہ، بیروت

87۔سورة المزمل:۸

۸۸۔ مظہری،ثناءاللہ، محمد، تفسیر مظہری(تحقیق: غلام نبی تونسی)، ج ۱۰ ص ۳۰۰، ،مکتبة الرشدية، پاکستان، ط اولی،۱۴۱۲ ھ

۸۹۔ ابن ابی شیبه، عبد اللہ بن محمد ،ابوبکر، المصنف فی الاحادیث و الاثار،(تحقیق: کمال یوسف الحوت) ، ج ۵ ص ۳۱۰،مکتبة الرشد ، الریاض ط اولی ۱۴۰۹ ھ

90سورة النساء:۵۹

91*القرطبی، محمد بن وضاح المروانی، ابو عبد اللہ، البدع و النہی عنہا(تحقیق: عمرو عبد النعم سلیم) ج ۲ ص ۱۰۱ ،مکتبة ابن تیمیه القاہرہ مصر، ط اولی ۱۴۱٦ ھ*

92۔القرشی، عبد اللہ بن وهب، ابو محمد، الجامع فی الحدیث لابن وهب،(تحقیق: مصطفی حسن حسین)، ج ۱ ص ۳۰۰،دار ابن الجوزی، الریاض، ط اولی ۱۴۱٦ ھ، ۱۹۹۵ء

93۔غزالی، محمد بن محمد امام، احیاء علوم الدی ۱ ن ص ۹۴۰ (ہزاروی، محمد صدیق، مولانا، مصباح السالکین، اردو ترجمہ احیاء العلوم، ج ۳ ص ۱۳۳

94۔ذوقی، سید محمد، حضرت شاہ، شمامۃ العنبر ملفوظات سید شاہ وارث، ص ۱۳۰-۱۳۱، حسن، مکتبہ ذوقیہ کراچی، ط چہارم، ۲۰۰۴ء

95۔ شفیع، مفتی محمد، مولانا، دل کی دنیا ص ۵۷، مکتبہ معارف القرآن، کراچی ذی القعدہ ۱۴۱۶ھ

96۔ذوقی، سید محمد، حضرت شاہ، شمامۃ العنبر ملفوظات سید شاہ وارث، ص ۱۳۱

97۔سورة العنكبوت :69

۹۸۔ ثمر قندی، نصر بن محمد، ابو اللیث، بحر العلوم، ج ۲ ص ٦۴۰ ،دارالکتب العلمية بیروت، ط اولی، ۱۴۱۵ ھ

99 ۔ ابن منظور، جمال الدین محمدبن مکرم، ابوالفضل علامه، لسان العرب ج ۱ ص ۳۱۴

100

101 ۔ الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی، سید، تاج العروس من جواهر القاموس، جلد ۲ ص ۲٦۹ ،(تحقیق: محمود محمد الطناجی)

102 ۔ سورة البقرة:۲۰۲

103۔کاشانی، عبدالرزاق، امام، اصطلاحات تصوف، (تحقیق:عبد العال شاہین)، ص ۱۹۳

104۔العجم، رفیق، الدکتور، موسوعه مصطلاحات تصوف الاسلامی ، ص ۸۳۳

105۔محاسبی، حارث بن اسد، ابو عبد اللہ، الرعاية لحقوق اللہ(تحقیق: عبدالقادر عطاء) ، ص ۵۰

106۔غزالی، محمد بن محمد امام،احیاء علوم الدین ص ۱۲۵۹ (ہزاروی، محمد صدیق، مولانا، مصباح السالکین، اردو ترجمہ احیاء العلوم، ج۳، ص ۹۰۸

107۔غزالی، محمد بن محمد ، امام، کیمیائے سعادت(فارسی) ، جلد دوم ۳۲۴ ،بکوشش حسین خدیوجم، تہران، ط ۱۳۸۰ ھ (غزالی، محمد، امام، کیمیائے سعادت (مترجم: محمد سعید الرحمان علوی)، ص ۶۱۳، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور،

108۔غزالی، محمد بن محمد ، امام، کیمیائے سعادت(فارسی) ص۳۲۴ (غزالی، محمد، امام، کیمیائے سعادت (مترجم: محمد سعید الرحمان علوی) ص ۶۱۲-۶۱۳

109۔محاسبی، حارث بن اسد، ابو عبد الله،رسالة المسترشدین(تحقیق: عبد الفتاح ابوغدوه)،ص ۴۵ ، مکتب المطبوعات الاسلامیه بحلب ، ط خامس ۱۴۰۳ ھ، ۱۹۸۳ء

۱۱۰ فیض القدیر شرح جامع صغیر جلد ۵ ص۸۶، دارلکتب العلمیه بیروت ، لبنان

۱۱۱۔سورۃالبقرۃ:۲۳۵

۱۱۲ ۔ مصری، رشید بن علی رضا بن محمد، علامه، تفسیر القرآن الحکیم(تفسیر المنار)، ج۲ ص ۳۳۹ ، ۱۲ جلدین، الہیة المصریة العامة للکتاب، ط ۱۹۹۰ء

۱۱۳ ۔ المتقی، علی بن حسام الدین، علاءالدین، کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال، (تحقیق: صفوة السفا) ،ج ۱۱ ص ۹۵ ،موسسة الرسالة، ط خامس، ۱۴۰۱ ھ، ۱۹۸۱ء

۱۱٤ ۔ سورة ق:١٦

۱۱۵ ۔ قاسمی، جمال الدین بن محمد، محمد، محاسن التاویل(تفسیر القاسمی)(تحقیق:محمد باسل عیون السود)، ج ۹ ص ۱۱

۱۱٦ ۔ سورة الحشر:۱۸

۱۱۷ ۔ ابوسعود، محمد بن محمد بن مصطفی، العمادی، ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم(تفسیر ابو سعود)، ج۸ ص ۳۳۲ ،دار احیاء التراث العربی،بیروت،ط س ن

۱۱۸ ۔ سورة النور :۳۱

۱۱۹ ۔ ابوسعود، محمد بن محمد بن مصطفی، العمادی، ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم(تفسیر ابو سعود)، ج ٦ ص ۱۷۱

۱۲۰ ۔ المتقی، علی بن حسام الدین، علاءالدین، کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال، (تحقیق: صفوة السفا) ،ج ۱۱ ص ۹۵ ،موسسة الرسالة، ط خامس، ۱۴۰۱ ھ، ۱۹۸۱ء

۱۲۱ ۔ حدادی، عبد الرؤف ، زین الدین،التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ج ۱ ص ٦۴ ،مکتبة الامام الشافعی، الریاض،ط اولی، ۱۴۰۸ ھ، ۱۹۸۸ء

۱۲۲ ۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، ابو القاسم، مسند الشامین(تحقیق: حمدی بن عبد المجید سلفی)،ج ۱ ص ۲٦٦ ، مؤسسة الرسالة،بیروت، ط ۱۴۰۵ ھ، ۱۹۸۴ء

١٢٣ ۔ الصالحی، محمد بن یوسف، الشامی، سبل الہدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، وذکر فضائلہ و اعلام نبوتہ و افعالہ واحوالہ فی المبد المعاد، ج ١١ ص ٢٧٨

١٢٤ ۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، الادب المفرد بالتعلیقات(تحقیق: سمیر بن امین الزہیری)، ج ١ ص ٣٢٣ ،مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، الریاض، ط اولی ١٤١٩ ھ، ١٩٩٨ء

١٢٥ ۔ سورۃالروم: ٣٩

١٢٦ ۔ سورۃالکہف: ٢٨

١٢٧ ۔ سورۃالانسان(الدھر): ٩

١٢٨ ۔ سورۃالبقرۃ: ٢٦٥

١٢٩ ۔ آلوسی، محمود بن عبداللہ، شہاب الدین، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، ج ٤ ص ١٥١

١٣٠ ۔ ابو عوانۃ، یعقو ب بن اسحاق، نیشاپوری، مستخرج ابی عوانۃ(تحقیق:ایمن بن عارف الدمشقی)، ج ٤ ص ٤٨٧ ،دارالمعرفۃ بیروت، ط اولی ١٤١٩ ھ، ط ١٩٩٨ء

١٣١ ۔ ابن مبارک، عبداللہ، ابو عبدالرحمان، الزہد والرقائق لابن المبارک(تحقیق: حبیب الرحمان الاعظمی)، ج ٢ ص ١١

١٣٢ ۔ سورۃالزمر: ٢

١٣٣ ۔ صوفی، احمد بن محمد بن مہدی، ابو العباس، البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید(تحقیق: احمد عبد اللہ القرشی رسلان)، ج ٥ ص ٤٨ ،الدکتور حسن عباس زکی، قاہرہ، ط اولی، ١٤١٩ ھ

١٣٤ ۔ المروزی، محمد بن نصر بن حجاج، ابو عبد اللہ، تعظیم قدر الصلاۃ(تحقیق: الدکتور عبد الرحمن الفریوائی)، ج ١ ص ٤٤٧ ، مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ، ط اولی ١٤٠٦ ھ

١٣٥ ۔ قاری، علی بن سلطان محمد، ابوالحسن، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج ٧ ص ٣٠٤١ ، درالفکر، بیروت ،لبنان، ط اولی ١٤٢٢ ھ، ٢٠٠٢ء

١٣٦ ۔ الخرکوشی ، عبد الملک بن محمد، ابو سعد، شر ف المصطفی، ج ٥ ص ٤٤٨ ،٦ جلدیں، دار البشائر الاسلامیہ، مکۃ، ط اولی، ١٤٢٤ ھ،

١٣٧ ۔ سورۃ الانبیاء: ٤٧

١٣٨ ۔ شیخ علوان، نعمۃ اللہ بن محمود، نخجوانی، الفواتح الٰہیہ والمفاتح الغیبیۃ الموضحۃ اللکلم القرآنیۃ والحکم الفرقانیۃ، ج ١ ص ٥٣٥ ، دار رکابی، للنشر، الغوریۃ مصر، ط اولی، ١٤١٩ ھ، ١٩٩٩ء

١٣٩ ۔ ابن مبارک، عبداللہ، ابو عبدالرحمان، الزہد والرقائق لابن المبارک(تحقیق: حبیب الرحمان الاعظمی)، ج ١ ص ١٤

١٤٠ ۔ ابن مبارک، عبداللہ، ابو عبدالرحمان، الزہد والرقائق لابن المبارک(تحقیق: حبیب الرحمان الاعظمی)، ج ١ ص ١٤

141 ۔ محاسبی، حارث بن اسد، ابو عبد اللہ، الرعایۃ لحقوق اللہ(تحقیق: عبدالقادر عطاء)، ص ٤٨

142 ۔ ابن عطیہ ،محمد بن علی مکی، ابو طالب، قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب، جز اول، ص ٦٥ ،مکتبۃ دارالتراث، القاہرہ، ط اولی ١٤٢٢ ھ، ٢٠٠١ء (*حارثی المکی، محمد بن عطیہ، ابوطالب شیخ، قوت القلوب (مترجم: محمد منظور الوجیدی)، ج ١، ص ١١٨*)

143۔غزالی، محمد بن محمد امام،احیاء علوم الدین ص ۱۷٦۸ (ہزاروی محمد صدیق، مولانا، مصباح السالکین، اردو ترجمہ احیاء العلوم، ج۴ ص۹۰۹

144۔نقشبندی، عبداللطیف خان، پیر، تہذیب نفس، ص۴۰٦، نشان منزل پبلی کیشنز، لاہور، جولائی ۲۰۱۲ء

145۔سہروردی، شہاب الدین عمر، ابو حفص، عوارف المعارف جز ثانی ص ۲۷۲ بریلوی، حضرت شمس، ادیب شہیر، عوارف المعارف (مترجم)، ص۶۸۳-۶۸۴

146۔نقشبندی، عبداللطیف خان، پیر، تہذیب نفس، ص۴۰٦-۴۰۷

۱٤۷۔ الدینوری، احمد بن مروان، ابو بکر، المجالسة و جواہر العلم(تحقیق: ابوعبیدہ مشہور بن حسن)، ج ۴ ص ۳۷۴ ،۱۰ جلدین،جمیعة التربیة الاسلامیة بحرین، دار ابن حزم بیروت لبنان، ط ۱۴۱۹ھ

148۔عطاری، خضر حیات، ابوالحسن، نزہتہ المتقین، ص۵۴، شبیر برادرز، لاہور، ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ اپریل ۲۰۱۳ء

149۔نقشبندی، عبداللطیف خان، پیر، تہذیب نفس، ص۴۱۱

۱۵۰۔ابن مبارک، عبداللہ، ابو عبدالرحمان، الزہد والرقائق لابن المبارک(تحقیق: حبیب الرحمان الاعظمی)، ج ۱ ص ۱۰۳

۱۵۱۔ الدینوری، احمد بن مروان، ابو بکر، المجالسة و جواہر العلم(تحقیق: ابوعبیدہ مشہور بن حسن)، ج ۴ ص ۴۵۳ ،جمیعة التربیة الاسلامیة بحرین، دار ابن حزم بیروت لبنان، ط ۱۴۱۹ھ

۱۵۲۔ الدینوری، احمد بن مروان، ابو بکر، المجالسة و جواہر العلم(تحقیق: ابوعبیدہ مشہور بن حسن)، ج ۴ ص ۳۷۴

153 ۔ الزبیدی، محمد مرتضی الحسینی،سید، تاج العروس من جواھر القاموس، جلد۱۹ ص ۴۱۲ ،(تحقیق: محمود محمد الطناحی)

۱۵۴ ۔سعدی، ابوحبیب، الدکتور، القاموس الفقہی لغة و اصطلاحا، ج ۱ ص ۶۳، دارالفکر، دمشق، ط ثانیة ۱۹۸۸،۱۴۰۸

155۔سورۃ الجاثیہ:۲۳

156۔کلاچوی، نور محمد سروری، سلطان الفقراء، عرفان حصہ دوم، ص۴۵

۱۵۷۔ سورۃص:۷۲

۱۵۸۔ سورۃص:۷٦

۱۵۹۔ سورۃص:۸۲

۱٦۰۔ سورۃ النساء:۱۲۸

۱٦۱۔ سورۃالحشر :۹

۱٦۲۔ ترمذی، محمدابو عیسیٰ ، امام ،سنن ترمذی (تحقیق: بشارعواد معروف)، ج ۵ ص ۳۹۷، دارالغرب الاسلامی، بیروت، ط ۱۹۹۸ء

۱٦۳۔ابو داؤد، سلیمان بن داؤد بن جار، مسند ابی داؤد الطیالیسی(تحقیق: الدکتور محمد بن عبد المحسن الترکی)، ج ۳ ص ۱۹

١٦٤ ۔ ابن حنبل، احمد بن محمد، ابو عبد اللہ، مسند امام احمد بن حنبل، (تحقیق: شعیب الار نوؤط عادل مرشد)، ج ۷ ص ۳۲

165۔ گیلانی، خورشید احمد، شیخ، روح تصوف، ص ۲۸۴، فرید بک سٹال اردو بازار لاہور، ط ۱۹۸۱ عالمین پبلیکیشن پریس لاہور

166۔قشیری، عبد الکریم بن ہوازن، ابوالقاسم، رسالہ قشیریہ فی علم التصوف ص ۹۳ (ہزاروی، محمد صدیق، مولانا، رسالہ قشیریہ مترجم، ص ۱۹۲)

167۔ میرٹھی، عاشق الٰہی، مولانا، مواعظ شیخ عبد القادر جیلانیؒ ص ۱۵۳، ادارۃ المعارف، کراچی، ط جمادی الثانی ۱۴۲۹ھ، جون ۲۰۰۸ء

168۔منیری، شرف الدین ، یحیٰی، مکتوبات دو صدی ،ص۱۴۴ ،مکتبۃ الشرف بیت الشرف خانقاہ معظم بہار شریف شعبان المعظم ۱۴۱۳ ھ فروری ۱۹۹۳ء

169 ۔غزالی،محمد ، امام، منہاج العابدین(عربی، تحقیق ڈاکٹر مصطفی حلاوی)،ص۱۳٦ (غزالی، محمد امام، ابوحامد، منہاج العابدین (مترجم: مولانا محمد سعید احمد نقشبندی)، ص ۸۹)

170۔قشیری، عبد الکریم بن ہوازن، ابوالقاسم، رسالہ قشیریہ فی علم التصوف ص ۱۵۷

171۔ شعرانی، عبد الوھاب، علامہ ، انوارالقدسیہ معرفۃ قواعد الصوفیہ الجز الاول ص ٦٩ ، مکتبۃ العلمیہ، بیروت، س ن

172۔ قادری، عبد الاحد، مولانا، فیوض غوث یزدانی، ص ۳۵۴، قادری کتب خانہ، لاہور، ۲۰۰۳، ۱۴۲۴ھ

173۔منیری، شرف الدین ، یحیٰی، مکتوبات دو صدی، ص ۱۴۴

174۔منیری، شرف الدین ، یحیٰی، مکتوبات دو صدی، ص۱۴۷

175۔الجوزی، ابن القیم،روضۃ المحبین و نز ہت المشتاقین(مترجم: محمد اویس سرور)،ص۴۲۱

١٧٦ ۔سورۃ الاعلیٰ :14

١٧٧ ۔ مظہری،ثناءاللہ، محمد، تفسیر مظہری(تحقیق: غلام نبی تونسی)،مکتبۃ الرشدیۃ، پاکستان، ط اولیٰ،١٤١٢ھ

١٧٨ ۔سورۃ الشمس :،7،8،9،10

١٧٩ ۔ سمعانی، منصور بن محمد، ابو المظفر، تفسیر القرآن،ج ٦ ص ٢٣٣ ، دار الوطن، الریاض، السعودیۃ،ط اولیٰ ،١٤١٨ھ، ١٩٩٧ء

١٨٠ ۔ بغوی، حسین بن مسعود، محی السنۃ ابو محمد، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن،ج ٥ ص ٢٦٠ ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ط اولیٰ، ١٤٢٠ھ

١٨١ ۔ ابن عطیہ، عبد الحق بن غالب، ابو محمد، المحررالوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، ج ٥ ص ٤٨٨ ،دارالکتب العلمیۃ، بیروت، ط اولیٰ، ١٤٢٢

١٨٢ ۔سورۃالبقرۃ:129

١٨٣ ۔ الخازن، علاؤالدین علی بن محمد، ابو الحسن، لباب التاویل فی معانی التنزیل(تفسیر الخازن)(تحقیق: محمد علی شاہین)،ج ١ ص ٨١-٨٣،دارلکتب العلمیۃ، بیروت، ط اولیٰ ١٤١٥ھ

١٨٤ ۔ اندلسی، محمد بن یوسف، ابو حیان، البحر المحیط فی التفسیر، (تحقیق: صدقی محمد جمیل) ، ج ١ ص ٦٢٥-٦٢٧، دالفکر، بیروت، ط ١٤٢٠ھ

185 ۔قشیری، عبد الکریم بن ہوازن، ابوالقاسم، رسالہ قشیریہ فی علم التصوف ص ٩٣(ہزاروی، محمد صدیق، مولانا، رسالہ قشیریہ مترجم، ص ۱۹۲-۱۹۳)

186 ۔ قادری، عبدالاحد، مولانا، فیوض غوث یزدانی، ص ۳۵۰-۳۵۱

187 ۔ چشتی صابری، محفوظ الحق، پیر سید محمد، برکات روحانی، ص ۳۳۲، نوریہ رضویہ پبلی کیشنز لاہور، ط اول رجب المرجب ۱۴۲۳ھ، اکتوبر ۲۰۰۲ء

188 ۔ہارونی، محمد عثمان، خواجہ، انیس الارواح، ص ۱۸، درہشت بہشت، شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور، اگست ۲۰۰۶ء

١٨٩ ۔سورة النازعات 40،41

١٩٠ ۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، ابو الفداء، تفسیر القرآن العظیم، ج ٨ ص ٣١٨ ،دارطیبة اللنشر والتوزیع، ط ثانیة، ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء

١٩١ ۔سورة الرحمن 46

١٩٢ ۔ طبری، محمد بن جریر، ابو جعفر، جامع البیان فی تاویل القرآن، ج ٢٣ ص ٥٥-58

١٩٣ ۔ الزجاج، ابراہیم بن السری ، ابو اسحاق، معانی القرآن و اعرابه للزجاج(تحقیق: عبد الجلیل عبده شلبی) ، ج ٥ ص ١٠٢ ،عالم الکتب، بیروت، ط اولی، ١٤٠٨ھ، ١٩٨٨ء